مودی حکومت

عوام کی امیدوں پر پورا اترنے کا چیلنج!

پہلی دو مودی سرکاریں کافی دم دار تھیں جبکہ حزب اختلاف نہایت کمزور تھا لیکن اس مرتبہ سرکار انتہائی کمزور اور حزب اختلاف بہت جان دار ہے۔ سرکار کا دارومدار حلیف جماعتوں پر ہے۔ مضبوط اپوزیشن کے سامنے کمزور حکومت کا ٹک پانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس الیکشن سے یہ بھی صاف ہوگیا کہ اتحاد کی سیاست کا دور پھر سے آگیا ہے۔

ایم اے کنولؔ جعفری

ہندوستان کے وزیراعظم نریندرمودی نے 9 جون، 2024 کو تیسری مرتبہ حکومت سازی کرتے ہوئے 71 وزرا کے ساتھ اپنے عہدے اور رازداری کا حلف لیا۔ وزرا میں قلم دان کی تقسیم کے ساتھ وہ سبھی خدشات بے بنیاد ثابت ہوگئے جنہیں مودی کے لیے انتہائی مشکل اور زبردست چیلنج بتایا جا رہا تھا۔ 2019 میں بی جے پی کو مکمل اکثریت حاصل تھی، اس لیے وزیراعظم نے اپنی مرضی کے مطابق قلم دان تقسیم کرتے ہوئے وزارت داخلہ، وزارت دفاع، وزارت خزانہ اور وزارت خارجہ جیسے اہم قلم دان اپنے پاس رکھے تھے۔ اس بار بھی یہ قلم دان بی جے پی لیڈروں کے پاس ہی ہیں۔

2014 اور 2019 کے عام انتخابات میں 'مودی برانڈ' کا جو وسیع اثر تھا اور 'ہندوتوا' کا جو جنون ووٹروں کے سر چڑھ کر بولا تھا، وہ 2024 کے الیکشن میں نظر نہیں آیا۔ عوام نے 'رام مندر'، 'یکساں سول کوڈ'، 'دفعہ-370'، 'ہندوتوا'، 'قوم پرستی' اور مذہبی ایشوز کو درکنار کر کے آئین بچاؤ مہم کو ترجیح دی۔ حالانکہ بی جے پی نے ہندو-مسلم اور مذہبی کارڈ کھیلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن اذان ہنومان چالیسا، مافیا مسلم لیگ، نماز-کانوڑیاترا، پاکستان- دہشت گرد، مندر- مسجد، دفعہ-370، مسلم ریزرویشن، وراثت اور منگل سوتر جیسے حربے بے فیض ثابت ہوئے۔ الیکشن میں رام مندر کی تعمیر اور 'پران پرتشٹھا' کا بھی فائدہ نہیں مل سکا۔ رائے دہندگان نے ان ایشوز پر روٹی، کپڑا، مکان، علاج، تعلیم اور انصاف کو فوقیت دی۔ عوام کو چاہیے بھی کیا؟ دووقت کی روٹی اور کسی قدر خوش حالی۔ 2014 میں نریندر مودی عوام کو خوش حال بنانے کے نعروں کے ساتھ ہی اقتدار میں آئے تھے مگر 10 برس گزر جانے کے بعد بھی کئی وعدے پورے نہیں ہو سکے۔

پرووٹروں نے 'اب کی بار، این ڈی اے سرکار' کا انتخاب کیا۔ بی جے پی واضح اکثریت حاصل کرنے اور اپنی طاقت پر حکومت بنانے میں ناکام رہی۔ اس کی اتحادی پارٹیوں کا کنبہ 293 نشستوں تک تو پہنچا لیکن کمزور اور دوسرے کی بیساکھیوں پر کھڑی حکومت کب تک قائم رہتی ہے، یہ وقت بتائے گا۔ وزارتوں کو لے کر جے ڈی (یو)، ٹی ڈی پی اور ایل جے پی (رام ولاس) نے بڑی امیدیں پال رکھی تھیں۔ سبھی کو اہم قلم دانوں کی درکار تھی۔ امت شاہ کو وزارت داخلہ کی ذمہ داری نہیں دینے کا دباؤ بھی تھا۔ حلیف جماعتوں کی جانب سے جو شرائط پیش کی جارہی تھیں، ان کو ماننا مشکل تھا۔ تیسری مرتبہ حلف اٹھانے کے بعد یہ سمجھا جا رہا تھا کہ بھلے ہی وزیراعظم اہم قلم دان بی جے پی وزرا کو دیں لیکن کچھ نہ کچھ حلیف پارٹیوں کو دے کر راضی کیا جائے گا لیکن جب وزارتیں تقسیم ہوئیں تو خاموشی اختیار کرنے والے مودی نے نہ صرف سخت تیور دکھائے بلکہ خود کو سپرپاور ثابت کرتے ہوئے بغیر کسی دباؤ کے اہم محکموں کو پھر بی جے پی وزرا کو سونپ دیا۔ ایک مرتبہ پھر سے امت شاہ وزیرداخلہ، راج ناتھ سنگھ وزیردفاع، ایس جے شنکروزیرخارجہ اور نرملا سیتارمن وزیرخزانہ بنائے گئے۔

> حکومت کے سامنے جہاں سب سے بڑی دقت حلیف جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ہے وہیں بی جے پی کو پھر سے مضبوط پارٹی بنانے کی ذمہ داری بھی ہے تاکہ مستقبل میں بغیر کسی دباؤ کے حکومت چلائی جا سکے۔ من چاہے قلم دانوں سے محروم رہیں ٹی ڈی پی اور جے ڈی (یو) اپنی ریاستوں کو خصوصی درجہ دلانے کے لیے کوشاں ہیں۔

مرکزی حکومت کی ماتحتی میں کام کرنے والی تحقیقاتی ایجنسیاں سی بی آئی وزارت داخلہ اور ای ڈی وزارت خزانہ کے تحت کام کرتی ہیں۔ انہیں ٹی ڈی پی یا جے ڈی (یو) کو دینا ممکن نہیں تھا۔ حکومت نے ان اداروں کے دم پر ہی اپوزیشن رہنماؤں کو سلاخوں کا خوف دکھا کر حزب اختلاف کو کمزور کیا۔ صرف ایک رکن پارلیمان والے جیتن رام مانجھی کو ایم ایس ایم ای کا قلم دان، 2 ارکان پارلیمان والے جے ڈی ایس کے ایچ ڈی کمارسوامی کو بھاری صنعت اور اسٹیل کی وزارت، 2 ممبر پارلیمنٹ والی آر ایل ڈی کے جینت چودھری کو اسکل ڈیولپمنٹ اور آنترپرینیورشپ اور تعلیم کی وزارت، 16 ارکان پارلیمان والی ٹی ڈی پی کے رام موہن نائیڈو کو سول ایوی ایشن اور 12 ارکان پارلیمان والی جے ڈی (یو) کے راجیو رنجن سنگھ عرف للن سنگھ کو پنچایتی راج، ماہی پروری، حیوانات اور ڈیری اور 5 ارکان پارلیمنٹ والی سیاسی جماعت لوک جن شکتی (رام ولاس) کے چراغ پاسوان کو فوڈ پروسیسنگ انڈسٹری کی کابینہ وزارت دی گئی ہے۔ اس تقسیم سے حلیف پارٹیاں ناخوش ہیں لیکن وہ کر بھی کیا سکتی ہیں؟ اتنی جلدی اگر وہ خود کو سرکار سے الگ کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں تو انہیں خودغرض کہا جائے گا۔

پہلی دو مودی سرکاریں کافی دم دار تھیں جبکہ حزب اختلاف نہایت کمزور تھا لیکن اس مرتبہ سرکار انتہائی کمزور اور حزب اختلاف بہت جان دار ہے۔ سرکار کا دارومدار حلیف جماعتوں پر ہے۔ مضبوط اپوزیشن کے سامنے کمزور حکومت کا ٹک پانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس الیکشن سے یہ بھی صاف ہوگیا کہ اتحاد کی سیاست کا دور پھر سے آگیا ہے۔ رائے دہندگان سرکار کو من مانی کی اجازت دینے کی بجائے ملی جلی سرکار کے حق میں ہیں۔ اس الیکشن میں جہاں کئی جماعتوں نے شاندار مظاہرہ کیا وہیں کئی پارٹیاں حاشیے پر چلی گئیں اور ان کے لیے اپنا وجود بچانا مشکل ہوگیا۔ ایس پی، ٹی ایم سی، کانگریس، ڈی ایم کے، ٹی ڈی پی اور شیوسینا (یو بی ٹی) نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا جبکہ بیجو جنتا دل، بی ایس پی، بی آر ایس، وائی ایس آر کانگریس، این سی پی (اجیت پوار) اور اے آئی اے ڈی ایم کے وغیرہ سیاسی منظرنامے سے تقریباً غائب سی ہو گئیں۔ 2024 کے انتخابات میں دو واضح اتحاد تھے-ایک بی جے پی کی قیادت والا این ڈی اے اور دوسرا کانگریس کی قیادت والا 'انڈیا'۔ انہیں کے درمیان مقابلہ تھا۔ جو علاقائی جماعتیں کسی اتحاد کے ساتھ رہیں، وہ سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب رہیں۔ جو پارٹیاں اتحاد سے الگ اکیلے رہ کر اپنی ڈفلی اپنا راگ الاپتی رہیں، انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی کا تو کھاتہ تک نہیں کھلا۔ اگر مودی کا جادو سر چڑھ کر بولنے والے 2014 اور 2019 کے انتخابات کو چھوڑ دیا جائے تو 1990 کی دہائی سے بڑی سیاسی جماعتیں اپنے دم پر اکثریت حاصل کر کے حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ اتحاد کی بدولت جماعتیں اقتدار میں آرہی ہیں۔

بی جے پی مسلم ریزرویشن کے خلاف ہے جبکہ این ڈی اے کی حلیف جماعت ٹی ڈی پی کے رہنما اور رکن پارلیمنٹ رام موہن نائیڈو نے واضح کیا ہے کہ آندھراپردیش میں مسلمانوں کو ریزرویشن دینے میں ان کی پارٹی کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی اور ریزرویشن کا تحفظ کیا جائے گا۔ وزیراعظم نریندرمودی نے پہلے ہی دن تمام وزرا کو انتخابی منشور کے مطابق عوام سے کیے گئے وعدوں کو طے شدہ مدت کے اندر پورا کرنے اور حکومت کی جانب سے طے 100 روزہ ایجنڈے کو عمل میں لانے کی ذمہ داری دی ہے۔ آیوشمان بھارت مرکزی حکومت کی اہم ہیلتھ انشورنس اسکیم ہے۔ اس کے تحت مفت خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ 2024 کے انتخابی منشور میں 70 برس یا زیادہ عمر کے 15.85 کروڑ بزرگوں کو اس سال سے 5 لاکھ روپے کی مدد کا وعدہ کیا گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ ہندوستان کے پاس دنیا کا سب سے بڑا فوڈ سیکورٹی پروگرام، سب سے بڑی صحت کی دیکھ بھال کی اسکیم، سب سے بڑا کسان امدادی پروگرام، سب سے بڑی دیہی روزگار ضمانت کی اسکیم اور سبسڈی والی ہاؤسنگ اسکیم ہے۔

حکومت کے سامنے جہاں سب سے بڑی دقت حلیف جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ہے وہیں بی جے پی کو پھر سے مضبوط پارٹی بنانے کی ذمہ داری بھی ہے تاکہ مستقبل میں بغیر کسی دباؤ کے حکومت چلائی جا سکے۔ من چاہے قلم دانوں سے محروم رہیں ٹی ڈی پی اور جے ڈی (یو) اپنی ریاستوں کو خصوصی درجہ دلانے کے لیے کوشاں ہیں۔ جے ڈی (یو) کی نظر اگلے اسمبلی انتخابات پر بھی ہے۔ یہ دیکھنا دلچسپ ہوگا کہ یہ حکومت اپنی مدت کار پوری کرپاتی ہے یا پھر وسط مدتی انتخابات کی نوبت آتی ہے۔ ■

jafrikanwal785@gmail.com

کھاں کسے کتنی سیٹیں ملیں؟

آسام

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	9
کانگریس	3
یونائیٹڈ پیپلز پارٹی، لبرل	1
اسم گن پریشد	1
کل سیٹیں	14

آندھرا پردیش

پارٹیاں	سیٹیں
تیلگودیشم پارٹی	16
وائی ایس آر کانگریس	4
بھارتیہ جنتاپارٹی	3
جن سیناپارٹی	2
کل سیٹیں	25

اتراکھنڈ

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	5
کل سیٹیں	5

اتر پردیش

پارٹیاں	سیٹیں
سماجوادی پارٹی	37
بھارتیہ جنتاپارٹی	33
کانگریس	6
راشٹریہ لوک دل	2
آزادسماج پارٹی (کانشی رام)	1
اپنادل (سونیوال)	1
کل سیٹیں	80

اروناچل پردیش

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	2
کل سیٹیں	2

اوڈیشه

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	20
کانگریس	1
کل سیٹیں	21

بھار

پارٹیاں	سیٹیں
جنتادل (یونائیٹڈ)	12
بھارتیہ جنتاپارٹی	12
لوک جن شکتی پارٹی (رام ولاس)	5
راشٹریہ جنتادل	4
کانگریس	3
سی پی آئی (ایم) (ایل)	2
ہندوستانی عوام مورچہ (سیکولر	1
آزاد	1
کل سیٹیں	40

پنجاب

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	7
عام آدمی پارٹی	3
شرومنی اکالی دل	1
آزاد	2
کل سیٹیں	13

تریپورہ

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	2
کل سیٹیں	2

تلنگانہ

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	8
کانگریس	8
آل انڈیا مجلس اتحادالمسلمین	1
کل سیٹیں	17

تمل ناڈو

پارٹیاں	سیٹیں
ڈی ایم کے	22
کانگریس	9
وی سی کے	2
سی پی آئی	2
سی پی آئی (ایم)	2
ایم ڈی ایم کے	1
انڈین یونین مسلم لیگ	1
کل سیٹیں	39

جھارکھنڈ

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	8
جھارکھنڈمکتی مورچہ	3
کانگریس	2
اے جے ایس یو پارٹی	1
کل سیٹیں	14

چھتیس گڑھ

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	10
کانگریس	1
کل سیٹیں	11

راجستھان

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	14
کانگریس	8
سی پی آئی (ایم)	1
راشٹریہ لوک تانترک پارٹی	1
بھارت آدیواسی پارٹی	1
کل سیٹیں	25

سکم

پارٹیاں	سیٹیں
سکم کرانتی کاری مورچہ	1
کل سیٹیں	1

کرناٹک

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	17
کانگریس	9
جنتادل (سیکولر)	2
کل سیٹیں	28

کیرله

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	14
انڈین یونین مسلم لیگ	2
سی پی آئی (ایم)	1
بھارتیہ جنتاپارٹی	1
کیرالہ کانگریس	1
ریوولوشنری سوشلسٹ پارٹی	1
کل سیٹیں	20

گجرات

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	25
کانگریس	1
کل سیٹیں	26

گوا

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	1
کانگریس	1
کل سیٹیں	2

مدھیہ پردیش

پارٹیاں	سیٹیں
بی جے پی	29
کل سیٹیں	29

مغربی بنگال

پارٹیاں	سیٹیں
آل انڈیا ترنمول کانگریس	29
بھارتیہ جنتاپارٹی	12
کانگریس	1
کل سیٹیں	42

منی پور

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	2
کل سیٹیں	2

مہاراشٹر

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	13
بھارتیہ جنتاپارٹی	9
شیوسینا (یو بی ٹی)	9
این سی پی (ایس پی)	8
شیوسینا	7
نیشنلسٹ کانگریس پارٹی	1
آزاد	1
کل سیٹیں	48

میزورم

پارٹیاں	سیٹیں
زیڈ پی ایم	1
کل سیٹیں	1

میگھالیہ

پارٹیاں	سیٹیں
وائس آف دی پیپلز پارٹی	1
کانگریس	1
کل سیٹیں	2

ناگالینڈ

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	1
کل سیٹیں	1

هریانه

پارٹیاں	سیٹیں
بی جے پی	5
کانگریس	5
کل سیٹیں	10

هماچل پردیش

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	4
کل سیٹیں	4

مرکزی زیر انتظام علاقے

پدوچیری

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	1
کل سیٹیں	1

جزائر انڈمان و نکوبار

پارٹیاں	سیٹیں
بی جے پی	1
کل سیٹیں	1

جموں و کشمیر

پارٹیاں	سیٹیں
جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس	2
بھارتیہ جنتاپارٹی	2
آزاد	1
کل سیٹیں	5

چنڈی گڑھ

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	1
کل سیٹیں	1

دادرا و نگر حویلی و دمن و دیو

پارٹیاں	سیٹیں
بھارتیہ جنتاپارٹی	1
آزاد	1
کل سیٹیں	2

قومی دارالحکومتی علاقه دهلی

پارٹیاں	سیٹیں
بی جے پی	7
کل سیٹیں	7

لداخ

پارٹیاں	سیٹیں
آزاد	1
کل سیٹیں	1

لکش دیپ

پارٹیاں	سیٹیں
کانگریس	1
کل سیٹیں	1

کل سیٹیں: 543

پارٹیوں کا سیٹ شیئر

پارٹیاں	2024	2019
بھارتیہ جنتاپارٹی	44.20 فیصد	55.80 فیصد
کانگریس	18.24 فیصد	9.57 فیصد
سماجوادی پارٹی	6.82 فیصد	0.93 فیصد
آل انڈیا ترنمول کانگریس	5.35 فیصد	4.05 فیصد
ڈی ایم کے	4.06 فیصد	4.41 فیصد
تیلگودیشم پارٹی	2.95 فیصد	0.55 فیصد
جنتادل (یونائیٹڈ)	2.21 فیصد	2.95 فیصد
شیوسینا (یو بی ٹی)	1.66 فیصد	نوٹ دیکھیں
این سی پی (ایس پی)	1.48 فیصد	نوٹ دیکھیں
شیوسینا	1.29 فیصد	نوٹ دیکھیں
وائی ایس آر کانگریس	0.74 فیصد	4.05 فیصد
بیجو جنتادل	صفر فیصد	2.21 فیصد
بہوجن سماج پارٹی	صفر فیصد	1.84 فیصد
بھارت راشٹرسمیتی	صفر فیصد	1.66 فیصد

نوٹ: شیوسینا: 2019 میں صرف شیوسینا ہوا کرتی تھی۔ وہ ٹوٹی نہیں تھی۔ 2019 کے پارلیمانی انتخابات میں اس نے 3.31 فیصد ووٹ حاصل کیے تھے۔ اب شیوسینا ٹوٹ چکی ہے۔ ایک شیوسینا (ادھو بالا صاحب ٹھاکرے) کی ہے، دوسری ایکناتھ شندے کی شیوسینا ہے۔

این سی پی (ایس پی): اس کا پورا نام نیشنلسٹ کانگریس پارٹی ہے۔ 2019 میں یہ ٹوٹی نہیں تھی۔ اس نے 0.93 فیصد ووٹ حاصل کیے تھے۔ اب یہ ٹوٹ چکی ہے۔ ایک نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (شرد چندر پوار) ہے، دوسری اجیت پوار کی نیشنلسٹ کانگریس پارٹی ہے۔

تلنگانہ راشٹر سمیتی: اسے مختصراً پہلے ٹی آر ایس کہا جاتا تھا۔ 2019 میں اس نے اسی نام سے الیکشن لڑا تھا لیکن اب اس کا نام بھارت راشٹرسمیتی ہے اور اسے مختصراً بی آر ایس کہا جاتا ہے۔ 2024 میں اس نے بھارت راشٹرسمیتی نام سے ہی الیکشن لڑا۔ ■